مسلمانوں کی دفاعی حکمت عملی: قرآن وحدیث کی روشنی میں

ڈاکٹر فضل ربی*

ملخص:

اسلامی نقطہ نظر سے اپنے وطن کے دفاع کا بنیادی مقصد حق کو باطل کے ہتھکنڈوں سے بچانا ہے، اس کے لیے اندرونی اور بیرونی دونوں محاذوں پر اپنا دفاع کرنے کے لیے مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر وقت مستعد رہیں۔ اس طرح کی تیاری کے لیے قرآن وحدیث میں متعدد احکامات ہیں اور ان احکام کی بجا آوری پر اللہ کی طرف سے اجر عظیم کا وعدہ ہے۔ یہ مقالہ اسی تناظر میں تحریر کیا گیا ہے۔

دفاع حکمت عملی اور قرآن:

جن آیات قرآنی میں مسلمانوں کو اپنی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کا حکم ہے ان میں سے چند ضروری کا ذکر مندرجہ ذیل ہے:۔

ترجمہ:

اے لوگو جو ایمان لائے ہو اپنا دفاع کیے رکھو پھر الگ الگ دستوں کی شکل میں یا اکھٹے ہو کر مقابلہ کے لیے نکلو۔(۱)

ترجمہ:

کفار اس تاک میں رہتے ہیں کہ تم اپنے ہتھیاروں اور سامان کی طرف سے غافل ہو جاؤ تو وہ تم پر یکبارگی ٹوٹ پڑیں۔(۳)

---

*ڈاکٹر فضل ربی، شعبہ تدریس سے وابستہ ہیں اور ۲۰۰۰ء میں کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی سے Research and Comparative Analysis of the Defense Strategy of the Holy Prophet ﷺ کے موضوع پر تحقیق مقالہ پیش کر کے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کر چکے ہیں۔

اس آیت میں ہتھیار اور سامان سے غفلت تین طرح کی ہوسکتی ہے۔

الف۔ میدان جنگ میں حملے یا دفاع کے دوران آلات حرب وضرب کے استعمال اور ان کی حفاظت میں کوتاہی۔

ب۔ میدان جنگ کے علاوہ زمانہ امن میں سٹوروں میں موجود ساز وسامان کی دیکھ بھال سے لاپرواہی۔

ج۔ دفاعی پیداوار (Defense Production) میں سستی سے کام لینا اور غیر اقوام کے سہارے پر رہنا یعنی مروجہ ٹیکنالوجی کے حصول سے لاپرواہی۔

اپنے دفاع سے متعلق یہ آیت نماز خوف کے ساتھ نازل ہوئی۔ سید قطب شہید اس کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

''کافروں کی ہر زمانے میں یہ خواہش رہی ہے اور وہ ہمیشہ اس تمنا میں رہے ہیں کہ مسلمان جب بھی غافل ہوں وہ ان پر حملہ کر دیں۔ کتنی بڑی حقیقت ہے جس سے قرآن نے پردہ اٹھایا ہے کہ اے مسلمانو! تم جہاں کہیں بھی ہو کافروں اور مشرکوں سے محتاط رہو اس لیے کہ انہیں اسلام سے عداوت ہے اور ان کی عداوت ہمیشہ باقی رہے گی۔ اس لیے ضروری ہے کہ احتیاط کا جو نقشہ تمہیں نماز میں بتایا گیا ہے یہی نقشہ تمام زندگی میں ہونا چاہیے اور پوری طرح تیار اور مسلح رہنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ تم ذرا غافل ہو اور کافر تم پر یکبارگی حملہ کر دیں۔ (۴)

ترجمہ:

اور اگر اللہ ایک گروہ کو دوسرے گروہ کے ذریعہ دفع نہ کرتا تو زمین کا نظام تباہ ہو جاتا لیکن اللہ تعالی جہان والوں پر مہربان ہے۔ (۵)

اسلام نے بغیر شدید ضرورت کے قتل وخون ریزی کو ممنوع قرار دیا ہے۔ اس کی اجازت صرف اسی حالت میں ہے جب چند بے رحم اور سنگدل انسانوں کے ہاتھوں امن عامہ کو خطرہ لاحق ہو۔ اللہ کی زمین میں معصیت اور فساد کا دور دورہ ہو اور مخلوق خدا کی قیمتی متاع محفوظ نہ ہو۔ عورتوں کی عصمتیں محفوظ نہ ہوں، بوڑھوں کی تکریم نہ ہو، ظالم کا پکڑنا مشکل ہو، مظلوم کی دادرسی والا کوئی نہ ہو، ایسے میں اسلام اپنے پیروکاروں کو اپنے دفاع اور شر انگیزوں سے مخلوق خدا کو نجات دلانے کے لیے قتال کی اجازت دیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ اجازت دشمنوں کے خلاف صرف اپنی ہی مدافعت کے لیے نہیں دی گئی بلکہ یہ اجازت دوسرے تمام مظلوم افراد کی اعانت اور حمایت کے لیے بھی ہے چاہے ان کا تعلق کسی بھی مذہب سے

ہو۔

ترجمہ:

تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں ان کمزور مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں
لڑتے جو کہتے ہیں کہ اے خدا ہمیں اس بستی سے نکال جہاں کے لوگ بڑے ظالم ہیں
اور ہمارے لیے اپنی طرف سے ایک محافظ اور مددگار متعین فرما۔(٦)

اس آیت میں سرزنش کے انداز میں کہا گیا ہے کہ قتال سے کس طرح گریز کر سکتے ہو جبکہ تمہیں ان کمزور مردوں، عورتوں اور بچوں کو ظلم کے شکنجے سے نجات دلانا ہے جو سخت آزمائش اور کٹھن مصیبت میں مبتلا ہیں۔ ان میں ہمت نہیں کہ وہ اپنے ایمان کی حفاظت اور عقیدے کا دفاع کر سکیں۔ اس لیے ان ناتوانوں کی مدد انسانیت اور عقیدہ دونوں کی بناء پر لازم ہے۔

اس آیت میں مکہ کو جو مسلمانوں کا اصل وطن تھا دارالحرب قرار دیا ہے اور حکم دیا کہ اس سرزمین والوں سے جہاد کر کے وہاں سے اپنے ہم عقیدہ ناتواں لوگوں کو نکالا جائے اور مشرکین سے جنگ کی جائے۔

ترجمہ:

اور ہم نے لوہا اتارا جس میں سخت قوت ہے اور اس میں لوگوں کے لیے بہت سے
فائدے ہیں اور لوہے کو اللہ نے اس لیے پیدا کیا تا کہ وہ جان لے کہ بن دیکھے اس کی
اور اس کے رسولوں کی کون مدد کرتا ہے۔(٧)

انبیاء علیہم السلام کے مشن کو بیان کرنے کے ساتھ ہی لوہے کا ذکر اور اس میں منافع کا ذکر خود بخود اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ یہاں لوہے سے مراد سیاسی اور جنگی قوت ہے۔(٨)

ترجمہ:

اور تم اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں مگر زیادتی نہ کرو کہ اللہ زیادتی
کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اس آیت کی رو سے مسلمانوں کی جنگ نہ تو اپنی مادی اغراض کے لیے ہوتی ہے اور نہ ان لوگوں سے ہوتی ہے جو مزاحمت کے قابل نہیں ہوتے۔ عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور زخمیوں پر دست درازی کرنا، دشمنوں کے لاشوں کا مثلہ کرنا' باغات' فصلوں اور مویشیوں کو خواہ مخواہ برباد کرنا اور دوسرے تمام وحشیانہ اور ظالمانہ افعال کی ممانعت ہے بلکہ آیت کا منشایہ ہے کہ قوت کا استعمال وہاں کیا جائے اور اتنا کیا جائے جہاں ناگزیر ہو اور جتنی ضرورت ہو۔

ترجمہ: اور اے نبی اگر دشمن صلح و سلامتی کی طرف مائل ہو تو تم بھی اس کے لیے آمادہ ہو جاؤ اور اللہ پر بھروسہ رکھو یقیناً وہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے اور اگر وہ دھوکے کی نیت رکھتے ہوں تو تمھارے لیے اللہ کافی ہے۔(۱۰)

دین اسلام کا مقصد انسانیت کا خون بہانا نہیں بلکہ امن و سلامتی کی فضا قائم کرنا ہے۔ اس لیے جہاں کہیں یہ فضا وجود میں آئے وہاں پر صلح و سلامتی عین دین کی منشا ہے۔ اسی آیت کی تفسیر میں مولانا مودودی لکھتے ہیں۔

''یعنی بین الاقوامی معاملات میں تمہاری پالیسی بزدلانہ نہیں ہونی چاہیے بلکہ خدا کے بھروسے پر بہادرانہ اور دلیرانہ ہونی چاہیے۔ دشمن جب گفتگوئے مصالحت کی خواہش ظاہر کرے بے تکلف اس کے لیے تیار ہو جاؤ اور صلح کے لیے ہاتھ بڑھانے سے اس بنا پر انکار نہ کرو کہ وہ نیک نیتی کے ساتھ صلح نہیں کرنا چاہتا بلکہ غداری کا ارادہ رکھتا ہے کسی کی نیت بہرحال یقینی طور پر معلوم نہیں ہو سکتی اگر وہ واقعی صلح کی نیت رکھتا ہو تو تم خوامخواہ اس کی نیت پر شبہ کر کے خون ریزی کو طول کیوں دو اور اگر وہ دھوکے کی نیت رکھتا ہو تو تمہیں خدا کے بھروسے پر بہادر ہونا چاہیے صلح کے لیے بڑھنے والے ہاتھ کے جواب میں ہاتھ بڑھاؤ تاکہ تمہاری اخلاقی برتری ثابت ہو اور لڑائی کے لیے اٹھنے والے ہاتھ کو اپنی قوت بازو سے توڑ کر پھینک دو تاکہ کبھی کوئی غدار قوم تمہیں نرم چارہ سمجھنے کی جرات نہ کرے۔''(۱۱)

ترجمہ:

ان سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین صرف اللہ ہی کے لیے ہو جائے پس اگر وہ باز آجائیں تو ظالموں کے سوا کسی پر دست درازی روا نہیں۔(۱۲)

آیت میں فتنے سے مراد وہ حالت ہے جس میں دین اللہ کے بجائے کسی اور کے لیے ہو اور لڑائی کا مقصد یہ ہے کہ یہ فتنہ ختم ہو جائے اور دین صرف اللہ کے لیے ہو۔ باز آجانے سے مراد کافروں کا اپنے کفر و شرک سے باز آجانا نہیں بلکہ فتنہ سے باز آجانا ہے۔ کافر، مشرک، دہریے ہر ایک کو اختیار ہے کہ جو عقیدہ رکھنا چاہے رکھے اور جس کی عبادت کرنا چاہے کرے یا سرے سے کسی کی عبادت نہ کرے۔ اس گمراہی سے نکالنے کے لیے انہیں نصیحت کی جائے مگر ان سے لڑائی نہیں کی جائے گی لیکن انہیں یہ حق ہرگز نہیں پہنچتا کہ خدا کی زمین پر خدا کے قانون کی بجائے اپنے باطل قوانین جاری کریں۔ ہاں اگر وہ اس فتنے سے باز آجائیں تو ظالموں کے سوا کسی پر دست درازی روا نہیں۔(۱۳)

دفاعی حکمت عملی اور حدیث:

ہجرت کے بعد مسلمانوں کی باقاعدہ اسلامی مملکت قائم ہوئی۔ بحیثیت فرستادہ خدا آپ ﷺ اس مملکت کے سربراہ اور عساکر کے سپہ سالار اعظم تھے۔ آپ ﷺ کی ذات میں سپہ سالاروں والی شان، دبدبہ، حکمت عملی، منصوبہ

بندی، دوراندیشی، قوت فیصلہ اور بے خوفی سے کہیں بڑھ کر صفات عجز و نیاز، تضرع وزاری، عفوو درگزر اور خشوع وخضوع پائی جاتی تھیں۔

اس ضمن میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے

ترجمہ:

نبی کریم ﷺ کا قول مبارک کہ مجھے ایک ماہ کی مسافت تک کے رعب ودبدبہ سے مدد دی گئی اور اللہ تعالی کا یہ اعلان کہ کافروں کے دلوں میں ہم عنقریب رعب ودبدبہ ڈال دیں گے۔ اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ شرک کیا ہے۔ اس کو حضرت جابرؓ نے رسالت مآب ﷺ سے بیان کیا ہے۔(۱۴)

ایک تجربہ کار اور تمام اچھی صفات سے موصوف کمانڈر ہونے کے ناطے نبی کریم ﷺ نے مجاہدین اسلام کو جنگ میں جارحانہ اور مدافعانہ اقدام کے لیے تیار کرنا تھا۔ یہاں تک کہ عارضی پسپائی (غزوہ احد اور حنین) کی حالت میں کیے جانے والے اقدامات بھی سکھانے تھے۔(۱۵) ان امور کے ساتھ ساتھ نبی کریم ﷺ نے دفاع کے اصول اور فضائل امت کے سامنے بیان فرمائے۔ دفاعی امور سے متعلق چند احادیث حسب ذیل ہیں:

ترجمہ:

حضرت معاذ بن جبلؓ ایک طویل حدیث میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اصل کام اسلام ہے اور اسلام کا عمود جس پر اس کی تعمیر قائم ہے نماز ہے اور اس کا اعلیٰ مقام جہاد ہے۔(۱۶)

ترجمہ:

عبداللہ بن عبدالرحمان بن ابی حسینؒ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا اللہ تعالی ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل کر دیں گے۔ تیر بنانے والے کو جو اس کے بنانے میں ثواب کا طالب ہے اور تیر چلانے والے کو اور تیر پکڑانے والے کو۔(۱۷)

حدیث پاک کی رو سے مختلف شعبوں میں کام کرنے والے افراد ملکی دفاع میں شریک ہو کر ثواب کے مستحق بن جاتے ہیں۔ ہتھیار استعمال کرنے والے بھرتی شدہ (Enrolled) سپاہ کے علاوہ اسلحہ ساز فیکٹریوں میں کام کرنے والے اور دفاعی پیداوار (Defense Production) سے کسی نہ کسی طرح سے منسلک دیگر سویلین اور غیر فوجی حضرات اس اہم کام کی برکت سے اجر عظیم پائیں گے۔

ترجمہ:

سعید بن زید بن عمرو بن نفیلؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص اپنا مال بچاتے ہوئے قتل ہو جائے وہ شہید ہے۔(۱۸)

دین اسلام جیسے فطری دین میں اپنے جان و مال کا دفاع لازم ہے۔ اسلامی تعلیمات کی رو سے ہر انسان کی جان و مال محترم ہے۔ کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی کے جان و مال پر ڈاکہ ڈالے یا اسے نقصان پہنچائے۔ حدیث نبوی کے مطابق جان و مال کے دفاع کی خاطر لڑنا جائز ہے اور ان کی حفاظت میں اگر موت آجائے تو ایسی موت شہادت ہے۔

بدامنی کے اس دور میں حدیث نبوی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اگر ہر شخص حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے چوروں، ڈاکوؤں اور دہشت گردوں کی مزاحمت کرے تو کافی حد تک ان جرائم کا قلع قمع ہو سکتا ہے اور معاشرے میں امن کی فضا قائم ہو سکتی ہے۔

ترجمہ:

حضرت سھل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا اللہ کی راہ میں ایک دن کا رباط (پہرہ) دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔(۱۹)

اللہ کی راہ میں لڑنے اور غیروں سے اسلامی ملک کی جغرافیائی حدود کی دفاع کی فضیلت میں اور احادیث بھی بیان ہوئی ہیں۔ دراصل اس حدیث پاک میں نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کے سامنے سرحدوں کے دفاع پر بہت بڑا اجر عطا کرنے کا ذکر فرمایا۔ اسے دنیا اور اس کے اندر نعمتوں سے افضل بتایا، تاکہ دنیا کے نقشے پر بننے والی پہلی اسلامی مملکت (مدینہ منورہ) کی طرح تمام اسلامی ممالک بیرونی خطرات سے محفوظ ہو کر اندرونی طور پر مستحکم ہوں اور معاشرہ امن کا گہوارہ ہو جس میں قرآن وسنت پر عمل پیرا ہونے کے لیے ایک آزادانہ اور سازگار ماحول میسر ہو۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول ﷺ کو فرماتے سنا جب تم بیع عینہ کرنے لگو گے اور بیلوں کی دم پکڑنے لگو گے اور زراعت پر راضی رہو گے اور جہاد ترک کر دو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ذلت مسلط کر دے گا جب تک تم اپنے طریقہ پر واپس نہ آجاؤ گے وہ تم سے اس ذلت اور رسوائی کو الگ نہیں کرے گا۔(۲۰)

آپ ﷺ نے امت کر ترک جہاد کے نقصانات سے بروقت مطلع فرمایا کہ دنیا کی محبت اور جہاد سے روگردانی ذلت و رسوای کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ قرآن وحدیث اور فقہ کی رو سے حفاظت دین اور مملکت اسلامی کے دفاع کی اتنی اہمیت ہے کہ جب بھی کوئی دشمن اسلام یا اسلامی نظام کو مٹانے یا اسلامی ملک پر قبضے کی غرض سے حملہ آور ہو تو وہاں کے مسلمانوں پر عین فرض ہو جاتا ہے کہ باقی امور کو چھوڑ کر مقابلے کے لیے اٹھ کھڑے ہوں۔ اگر معاشرہ ملک کے

باشندے مقابلے کی سکت نہ رکھتے ہوں یا وہ سستی سے کام لے رہے ہوں تو خطے میں موجود مسلمانوں حتیٰ کہ روئے زمین کے تمام مسلمانوں پر فرض ہو جاتا ہے کہ وہ دشمنوں کے مقابلے میں مسلمانوں کی مدد کے لیے اٹھ کھڑے ہوں چنانچہ منقول ہے۔

ترجمہ:

جب نفیر عام ہو جائے تو جہاد صرف ان لوگوں پر فرض عین ہوتا ہے جو دشمن سے قریب ہوں، رہے وہ لوگ جو دشمن سے دور ہوں تو ان پر فرض کفایہ رہتا ہے یعنی اگر ان کی مدد کی ضرورت نہ ہو تو وہ شرکت جہاد سے باز بھی رہ سکتے ہیں لیکن اگر ان کی مدد کی ضرورت پڑ جائے خواہ اس وجہ سے کہ جو لوگ دشمن سے قریب تھے وہ مقابلہ سے عاجز ہو گئے۔ یا اس وجہ سے کہ وہ عاجز تو نہ تھے مگر انہوں نے سستی کی اور پوری کوشش سے مقابلہ نہ کیا تو اس صورت میں جہاد آس پاس کے لوگوں پر ویسا ہی فرض عین ہو جاتا ہے جیسے نماز اور روزہ۔ کہ اسے چھوڑنا کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا۔ پھر ان لوگوں پر جو ان سے قریب ہوں پھر ان پر جو ان سے قریب ہوں۔ یہاں تک کہ مشرق سے مغرب تک تمام اہل اسلام پر بتدریج فرض ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس کی مثال نماز جنازہ کی ہے کہ جو شخص میت سے دور ہو اگر اسے معلوم ہو کہ اہل محلّہ میت کے حقوق ادا نہیں کرتے یا ادائیگی سے عاجز ہیں تو اس کے لیے ضروری ہے کہ خود اس کے حقوق یعنی تجہیز و تکفین سرانجام دے۔ یہی صورت فریضہ جہاد کے مسئلے میں بھی ہے۔ (۲۱)

قرآن و احادیث اور فقہ میں جنگ کے لیے اتنی تاکید کے باوجود آپ ﷺ نے مقاصد جنگ کی تطہیر فرمائی۔ ظلم وسفاکی کی مروجہ طریقہ کی جگہ جنگ کا نیا تصور پیش کیا۔

ترجمہ:

عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب افواج کے کمانداروں کو وصیت کرتے تو انہیں تقویٰ اور مسلمانوں کے ساتھ نیکی کی تلقین کرتے اور فرماتے اللہ کا نام لے کر لڑائی کرو ان کے ساتھ جو اللہ کا انکار کرتے ہیں۔ لڑو اور زیادتی نہ کرو اور غارت گری نہ کرو اور مثلہ نہ کرو اور بچوں اور عورتوں کو قتل نہ کرو۔ (۲۲)

انہی فرمودات اور مربوط دفاعی نظام کا نتیجہ تھا کہ حیات طیبہ کے دس سال مدنی دور میں ۲۷۴ میل مربع یومیہ کے حساب سے علاقہ فتح ہوا یعنی آپ ﷺ کے وصال کے وقت ریاست مدینہ کا رقبہ دس لاکھ مربع میل سے زیادہ تھا۔ اتنی بڑی کامیابی کے حصول میں مسلمانوں میں سے ۲۵۹ مجاہدین نے جام شہادت نوش کیا جب کہ دشمن کے ۷۵۹ آدمی قتل

ہوئے۔ مجموعی تعداد ۱۸۱۱۱۸ بنتی ہے (۲۳) اس کے برعکس پہلی جنگ عظیم میں تقریباً ایک کروڑ آدمی ہلاک ہوئے اور ۲ کروڑ زخمی ہوئے جبکہ براہ راست ایک کھرب ۸۰ ارب اور ۵۰ کروڑ ڈالر کی خطیر رقم اس جنگ میں خرچ ہوئی۔ (۲۴) دوسری جنگ عظیم میں ۵ کروڑ ۴۸ لاکھ جانیں ضائع ہوئیں۔ ماضی قریب میں لڑی گئی خلیجی جنگ (۱۹۹۰) میں عرب ممالک (کویت اور سعودی عرب) نے امریکہ کو ۵۰ بلین ڈالر بطور جنگی اخراجات ادا کئے۔ اسی طرح ایک ارب ڈالر سے زیادہ روزانہ تیل اور گولہ بارود پر صرف ہوتے رہے (۲۵)۔

ماحصل:

قرآن وحدیث کے تحقیقی مطالعہ سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اپنی ریاست کا دفاع مسلمانوں کی اہم ذمہ داری ہے اور اس کے لیے بھرپور تیاری کرنا ضروری ہے۔ افرادی قوت کے ساتھ ساتھ دفاعی حکمت عملی ہر دور کی ضرورت کے مطابق ہونی چاہئے تاکہ مخالفین کو یہ معلوم ہو کہ مسلمان ہر اعتبار سے اپنے دفاع کی صلاحیت رکھتے ہیں لہٰذا ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم قرآن و حدیث کی تعلیمات کے حوالہ سے بھرپور دفاعی صلاحیت حاصل کریں۔

حوالہ جات:

۱۔ القرآن ۴ : ۷۱
۲۔ ایضاً ۴ : ۱۰۲
۳۔ سید قطب شہید، فی ظلال القرآن، بیروت، دارالشروق، ج ۲، ص۔ ۷۴۹
۴۔ القرآن ۲ : ۲۵۱
۵۔ ایضاً ۴ : ۷۵
۶۔ ایضاً ۵۷ : ۲۵
۷۔ مولانا مودودی،، ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، راولپنڈی، سروسز بک کلب، ج ۵، ص۔ ۲۲۲
۸۔ القرآن ۲ : ۱۹۰
۹۔ ایضاً ۸ : ۶۱۔۶۲

۱۰۔ تفہیم القرآن، محولہ بالا، ج ۲، ص۔ ۱۵٦

۱۱۔ القرآن ۲ : ۱۹۳

۱۲۔ تفہیم القرآن، محولہ بالا، ج ا، ص۔ ۱۵۱

۱۳۔ ابوعبداللہ بن اسماعیل، صحیح بخاری، کراچی، قدیمی کتب خانہ، ج ا، ص۔ ۴۱۸

۱۴۔ ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، ترمذی جامع، کراچی، قرآن محل، ج ا، ص۔ ۲۳۸

۱۵۔ ایضاً، ج ۲، ص۔ ۱۰۰

۱٦۔ ایضاً، ج ا، ص۔ ۲۹۳

۱۷۔ ابوعبداللہ محمد بن یزید، ابن ماجہ سنن، کراچی، ایچ ایم سعید کمپنی، ص۔ ۱۸۸

۱۸۔ صحیح بخاری، محولہ بالا، ج ا، ص۔ ۴۰۵

۱۹۔ ابوداؤد سلیمان بن اشعت، سنن ابی داؤد، کراچی، ایچ ایم سید کمپنی، ۱۴۰۵ھ، ج ا، ص۔ ۱۳۴

۲۰۔ علامہ ابن عابدین، ردالمختار علی الدرالمختار، بیروت، داراحیاءالتراث العربی، ۱۲۷۲ھ، ج ۳، ص۔ ۲۲۰

۲۲۔ قاضی، ابی یوسف، کتاب الخرج، بولاق ۱۳۰۲ء، ص۔ ۳۰۸

۲۳۔ قاضی محمد سلیمان، رحمۃ للعالمین، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ج ۲، ص۔ ۲۱۳

24- *World History, William L, Langer, USA, Boston Company, 1952 A.D., First World War, Vol.2*

۲۵۔ محمد اشرف ظفر، خلیجی جنگ کی تباہ کاریاں اور عالم اسلام کا مستقبل، لاہور، النور پرنٹر، ص۔ ۱۳۰۔ ۳۱۱